ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 472

Program: B.A. / Associate Degree

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس: قرآن حکیم (472) • سطح: بی اے / ایسوسی ایٹ ڈگری

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 2 (یونٹ 5 تا 9)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: بی اے 40، اے ڈی 50

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

(مطالعہ و حوالہ کے لیے)

USMAN NOTES www.usmannotes.com

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، آیات کے مفاہیم کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر مشق اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔ کل نمبر 100 ہیں؛ ہر سوال کے نمبر اس کے ساتھ درج ہیں۔

سوال نمبر 1: پارہ نمبر 2 کے رکوع نمبر 7 کا ترجمہ و تشریح (20 نمبر)

سوال نمبر 1: پارہ نمبر 2 کے رکوع نمبر 7 کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔ (20)

تعارف

دوسرا پارہ سیقول سورہ بقرہ کی آیت نمبر 142 سے شروع ہوتا ہے، جہاں سے قبلے کی تبدیلی، امت وسط کا منصب اور پھر نئی شریعت کے احکام کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اس پارے کے ساتویں رکوع سے مراد سورہ بقرہ کی آیات نمبر 183 تا 188 ہیں، جن میں روزے کی فرضیت، رمضان اور قرآن کا تعلق، اللہ کی قربت اور دعا، روزے کی راتوں

کی رخصت اور رشوت و ناجائز مال کی ممانعت جیسے اہم مضامین بیان ہوئے ہیں۔ یہ رکوع پچھلے رکوع کے مضامین قصاص اور وصیت کے بعد آتا ہے اور امت مسلمہ کی انفرادی و اجتماعی تربیت کا سنگ بنیاد ہے، کیونکہ روزہ تقویٰ پیدا کرنے والی عظیم عبادت ہے اور تقویٰ ہی پوری شریعت کی روح ہے۔ ذیل میں پہلے ان آیات کا سلیس ترجمہ پیش کیا جاتا ہے اور پھر ان کی تشریح بیان کی جاتی ہے۔

سلیس ترجمہ

آیت نمبر 183: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ آیت نمبر 184: گنتی کے چند دن ہیں۔ پس تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے اور جن لوگوں کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو ان پر فدیہ ہے، ایک مسکین کا کھانا۔ پھر جو شخص شوق سے زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے، اور اگر تم سمجھو تو روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ آیت نمبر 185: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت اور حق و باطل میں فرق کرنے کی واضح دلیلیں رکھتا ہے۔ پس تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے تو اسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے، اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے۔ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی نہیں چاہتا، اور چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرو اور اس ہدایت پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں دی ہے، تاکہ تم شکر ادا کرو۔

آیت نمبر 186: اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، پس انہیں چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ وہ بھلائی کی راہ پائیں۔ آیت نمبر 187: روزے کی رات میں تمہارے لیے اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہوا کہ تم اپنے آپ سے خیانت کرتے تھے، پس اس نے تم پر توجہ فرمائی اور تمہیں معاف کر دیا، اب تم ان سے ملاقات کرو اور جو اللہ نے تمہارے لیے لکھا ہے اسے طلب کرو۔ اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاگا کالے دھاگے سے فجر کے وقت واضح ہو جائے، پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔ اور ان سے ملاقات نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، پس ان کے قریب نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ اپنی آیات لوگوں کے لیے کھول کر بیان کرتا ہے

تا کہ وہ پرہیز گار بن جائیں۔ آیت نمبر 188: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ اسے حاکموں تک اس لیے پہنچاؤ کہ تم لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ کھا سکو حالانکہ تم جانتے ہو۔

تشریح

پہلی تشریحی بات روزے کی فرضیت اور اس کا مقصد ہے۔ حکم دیتے وقت اہل ایمان سے خطاب فرمایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ عبادت صرف اس امت پر نہیں بلکہ پہلی امتوں پر بھی فرض رہی ہے، جس سے روزے کی اہمیت اور انسان کی روحانی تربیت میں اس کی عالمگیر حیثیت واضح ہوتی ہے۔ روزے کا مقصد لعلکم تتقون میں بیان ہوا: بھوک پیاس برداشت کر کے انسان کی نفسانی خواہشات کمزور پڑتی ہیں، اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کی مشق ہوتی ہے اور دل میں وہ تقویٰ پیدا ہوتا ہے جو انسان کو ہر جگہ اور ہر حال میں گناہ سے بچاتا ہے، کیونکہ روزہ دار تنہائی میں بھی اللہ کی موجودگی کے احساس سے کچھ کھاتا پیتا نہیں۔ دوسری بات شریعت کی آسانی سے بیمار اور مسافر کو قضا کی رخصت اور دائمی عذر والے کو فدیے یعنی مسکین کے کھانے کی سہولت دی گئی۔ اس سے یہ اصول ملتا ہے کہ اسلام کی عبادات انسان کی استطاعت کے مطابق ہیں اور رخصت کو قبول کرنا بھی دین کا حصہ ہے، عبادت میں خود کو ہلاکت میں ڈالنا مقصود نہیں۔

تیسری بات رمضان اور قرآن کے باہمی تعلق کی ہے۔ رمضان کی اصل فضیلت نزول قرآن سے ہے، اس لیے اس مہینے کا حق یہ ہے کہ روزے کے ساتھ تلاوت، فہم قرآن اور اس پر عمل کی خاص کوشش کی جائے۔ ماہ رمضان ہدایت کا مہینہ ہے اور روزے اس ہدایت کو قبول کرنے والی صفت یعنی تقویٰ پیدا کرتے ہیں، گویا روزہ اور قرآن مل کر انسان کی مکمل اصلاح کرتے ہیں۔ چوتھی بات آیت نمبر 186 میں دعا اور قرب الٰہی کی بشارت ہے۔ پورے قرآن میں آپ سے پوچھتے ہیں کے انداز میں کئی سوالات کے جواب دیے گئے ہیں، مگر یہاں اللہ نے کسی واسطے کے بغیر فرمایا: میں قریب ہوں۔ رمضان اور روزے کے ذکر کے درمیان یہ آیت آنا بتا رہا ہے کہ روزہ دار کی دعا خاص قبولیت رکھتی ہے، البتہ قبولیت کی شرط بھی یہی ہے کہ بندہ خود اللہ کے حکم ماننے اور اس پر پختہ ایمان رکھے۔ پانچویں بات روزے کے اوقات اور اعتکاف کے احکام کی ہے: سحری صبح صادق تک جائز ہے اور افطار غروب آفتاب کے ساتھ، میاں بیوی کا تعلق روزے کی راتوں میں حلال ہے کیونکہ یہ فطری ضرورت ہے اور دین فطرت کے تقاضوں کو دباتا نہیں

بلکہ حلال دائرے میں پورا کرتا ہے۔ آخری آیت میں سماجی عدل کا اصول دیا گیا: رشوت دے کر یا جھوٹے مقدمے سے کسی کا مال کھانا حرام ہے، خواہ عدالت سے فیصلہ اپنے حق میں ہی کیوں نہ ہو جائے، کیونکہ اللہ کے ہاں اصل حقیقت دیکھی جائے گی، کاغذی فیصلہ نہیں۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ پارہ نمبر 2 کا ساتواں رکوع روزے کی فرضیت و حکمت، رمضان و قرآن کا تعلق، دعا کی قبولیت، عبادت میں آسانی اور معاشرتی دیانت کا جامع درس ہے۔ روزہ اس رکوع کی مرکزی عبادت ہے جس کا ثمرہ تقویٰ ہے، اور آخری آیت نے یہ واضح کر دیا کہ تقویٰ صرف نماز روزے کا نام نہیں بلکہ مال و معاملات کی پاکیزگی کا نام بھی ہے۔ جو معاشرہ روزے سے تقویٰ حاصل کر کے رشوت، دھوکے اور ناجائز مال سے بچ جائے، وہی رمضان کی حقیقی برکتوں کا مستحق بنتا ہے۔

سوال نمبر 2: سورہ بقرہ آیت نمبر 196 تا 202 کا ترجمہ اور ان آیات کی روشنی میں حج کے احکام (20 نمبر)

سوال نمبر 2: سورہ بقرہ کی آیت نمبر 196 تا آیت نمبر 202 کا ترجمہ کریں نیز ان آیات کی روشنی میں حج کے احکام تحریر کریں۔ (20)

تعارف

حج اسلام کے پانچ ستونوں میں سے ایک ہے اور صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ سورہ بقرہ کی آیات نمبر 196 تا 202 حج و عمرے کے بنیادی احکام پر مشتمل ہیں: ان میں حج کی تکمیل، احرام کی پابندیاں، محصور ہونے کی صورت، تمتع کا حکم، قربانی، حلق، ایام تشریق اور عرفات سے واپسی جیسے اہم مسائل بیان ہوئے ہیں۔ یہ آیات اس وقت کے تناظر میں بھی اہم ہیں جب مسلمانوں کو پہلی مرتبہ منظم انداز میں حج کی تیاری کی ہدایات دی جا رہی تھیں۔ ان آیات کو سمجھنے سے حج کے ظاہری اعمال کے ساتھ اس کی روح یعنی اللہ کی رضا، تقویٰ اور ذکر کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ ذیل میں پہلے سلیس ترجمہ اور پھر انہی آیات کی روشنی میں حج کے احکام ترتیب وار بیان کیے جاتے ہیں۔

سلیس ترجمہ

آیت نمبر 196: اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔ پس اگر تم روک لیے جاؤ تو جو قربانی میسر ہو وہ بھیجو، اور اپنے سر نہ منڈواؤ جب تک قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔ پھر تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو روزوں یا صدقے یا قربانی کی صورت میں فدیہ دے۔ پھر جب تم امن میں ہو جاؤ تو جو شخص عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر فائدہ اٹھائے، اس پر جو قربانی میسر ہو وہ لازم ہے، اور جسے قربانی نہ ملے وہ حج کے دنوں میں تین روزے اور واپس آ کر سات روزے رکھے، یہ پورے دس ہوئے۔ یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس رہنے والے نہ ہوں۔ اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ آیت نمبر 197: حج کے مہینے معلوم ہیں، پس جو شخص ان مہینوں میں اپنے اوپر حج لازم کر لے تو حج کے دوران نہ کوئی شہوانی بات ہو، نہ گناہ اور نہ جھگڑا اور تم جو بھی نیکی کرو گے اللہ اسے جانتا ہے۔ اور زادِ راہ ساتھ لو، بے شک بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے، اور اے عقل والو! مجھ سے ڈرو۔ آیت نمبر 198: تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ پھر جب تم عرفات سے واپس چلو تو مشعرِ حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو، اور اسے اسی طرح یاد کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت دی ہے، اور تم اس سے پہلے گمراہوں میں سے تھے۔

آیت نمبر 199: پھر تم بھی وہیں سے واپس چلو جہاں سے لوگ واپس چلتے ہیں اور اللہ سے بخشش مانگو، بے شک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ آیت نمبر 200: پھر جب تم اپنے حج کے ارکان پورے کر چکو تو اللہ کو اسی طرح یاد کرو جیسے تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ شدت سے یاد کرو۔ پس لوگوں میں سے کوئی تو وہ ہے جو کہتا ہے: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے، اور اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ آیت نمبر 201: اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو کہتا ہے: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ آیت نمبر 202: یہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کی کمائی سے بڑا حصہ ہے، اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

ان آیات کی روشنی میں حج کے احکام

ان آیات سے حاصل ہونے والا پہلا حکم حج و عمرے کی تکمیل ہے: جو شخص احرام باندھ کر ان عبادتوں کو شروع کر دے، اس پر لازم ہے کہ انہیں اللہ کے لیے اخلاص کے ساتھ پورا کرے، بلا عذر ادھورا نہ چھوڑے۔ دوسرا حکم احصار یعنی روکے جانے کا ہے: اگر دشمن، بیماری یا کسی اور غیر معمولی رکاوٹ کی وجہ سے حاجی مکہ نہ پہنچ سکے تو وہ اپنی جگہ قربانی کا جانور بھیج کر یا ذبح کر کے احرام کھول سکتا ہے، اور اس سے پہلے سر منڈانا جائز نہیں۔ تیسرا حکم بیماری یا سر کی تکلیف کی صورت میں وقت سے پہلے سر منڈانے کے فدیے کا ہے، جس کی تین صورتیں رکھی گئیں: تین روزے، یا چھ مسکینوں کو کھانا، یا ایک قربانی۔ ان سے شریعت کی سہولت اور انسانی تکلیف کی رعایت واضح ہوتی ہے۔ چوتھا حکم حج تمتع کا ہے: جو شخص عمرہ کر کے احرام کھول لے اور پھر اسی سفر میں حج کرے، اس پر شکر کی قربانی لازم ہے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں اور سات گھر واپس پہنچ کر رکھے، کل دس روزے۔ مکہ کے رہنے والوں کے لیے تمتع نہیں، کیونکہ ان پر سفر کی وہ مشقت اور حج کے اجتماع کی وہ صورت نہیں ہوتی۔

پانچواں حکم حج کے مہینوں اور احرام کی اخلاقی پابندیوں کا ہے۔ حج کے مہینے شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ معلوم و مقرر ہیں۔ احرام کی حالت میں اور خاص طور پر ایام حج میں تین چیزوں سے سختی سے بچنا لازم ہے: رفث یعنی شہوت انگیز بات و عمل، فسوق یعنی ہر قسم کی نافرمانی اور جدال یعنی لڑائی جھگڑا۔ لاکھوں کے مجمع میں اگر یہ تین پابندیاں نہ ہوں تو حج کا پرامن اور روحانی ماحول قائم نہیں رہ سکتا۔ چھٹا حکم زاد راہ کی تیاری ہے: حاجی کو چاہیے کہ وہ سوال کرنے اور لوگوں پر بوجھ بننے سے بچنے کے لیے حلال مال ساتھ لے، مگر اصل زاد راہ تقویٰ ہے، کیونکہ حرام کمائی سے کیا گیا حج مقبولیت کی روح سے خالی ہوتا ہے۔ ساتواں حکم تجارت کی اجازت ہے: ایام حج میں حلال تجارت اور روزی کی تلاش گناہ نہیں، کیونکہ اہل جاہلیت اسے حج کی شان کے خلاف سمجھتے تھے؛ اسلام نے دین و دنیا کو جوڑ دیا۔ آٹھواں حکم عرفات سے واپسی اور مزدلفہ میں ذکر کا ہے: وقوف عرفہ حج کا رکن اعظم ہے، وہاں سے واپسی میں قریش کے پرانے امتیاز کو ختم کر کے سب کے ساتھ عام راستے سے چلنے کا حکم دیا گیا اور مشعر حرام یعنی مزدلفہ کے پاس رات اور ذکر کا اہتمام سکھایا گیا۔ نواں حکم مناسک کی تکمیل کے بعد کثرت ذکر اور جامع دعا کا ہے: دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی مانگنا قرآن کی سکھائی ہوئی سب سے جامع دعا ہے، جبکہ صرف دنیا مانگنے والا آخرت سے محروم رہتا ہے۔ ان احکام کی تفصیلات فقہ کی کتابوں میں ملتی ہیں، طلبہ کو چاہیے کہ وہ عملی حج سے پہلے مستند عالم یا معلم سے مکمل رہنمائی حاصل کریں۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ آیات نمبر 196 تا 202 حج کا ایک مکمل خاکہ پیش کرتی ہیں: اخلاص کے ساتھ عبادت کی تکمیل، رکاوٹ اور بیماری میں آسانی، تمتع کی قربانی و روزے، احرام کی اخلاقی پابندیاں، حلال زادراہ، عرفات و مزدلفہ کا ذکر اور دنیا و آخرت کی بھلائی کی دعا۔ ان آیات نے یہ بھی واضح کر دیا کہ حج چند رسوم کا نام نہیں بلکہ تقویٰ، مساوات، ذکر اور دعا کی عظیم تربیت گاہ ہے، جہاں امیر و غریب ایک ہی لباس اور ایک ہی میدان میں کھڑے ہو کر اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔

سوال نمبر 3: سورہ بقرہ کی آیت نمبر 219 اور 220 کا ترجمہ و تشریح (20 نمبر)

سوال نمبر 3: سورہ بقرہ کی آیت نمبر 219 اور 220 کا ترجمہ و تشریح کریں۔ (20)

تعارف

سورہ بقرہ کی آیات نمبر 219 اور 220 دو اہم سماجی و اخلاقی موضوعات سے متعلق ہیں۔ آیت نمبر 219 میں شراب اور جوئے کے بارے میں سوال اور اللہ کے راہ میں خرچ کرنے کے بارے میں سوال کا جواب دیا گیا ہے، اور آیت نمبر 220 میں یتیموں کے مال و تربیت سے متعلق رہنمائی دی گئی ہے۔ دونوں آیات مدنی معاشرے کی تشکیل کے دور میں نازل ہوئیں، جب مسلمان اپنے پرانے معاشرتی ماحول کی عادتوں کو چھوڑ کر نئے اسلامی نظام کے مطابق زندگی ڈھال رہے تھے۔ ان آیات کی خاص بات ان کا اسلوب ہے: ایک طرف شراب و جوئے کے بڑے گناہ اور معمولی سے دنیاوی نفع کا موازنہ کر کے انسان کی عقل کو جھنجھوڑا گیا، اور دوسری طرف یتیم جیسے کمزور طبقے کے بارے میں ایسا متوازن قانون دیا گیا جو افراط و تفریط دونوں سے پاک ہے۔ ذیل میں ترجمہ و تشریح پیش کی جاتی ہے۔

سلیس ترجمہ

آیت نمبر219: وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں، مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔ اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجیے: جو ضرورت سے زائد ہو۔ اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔ آیت نمبر220: دنیا اور آخرت کے بارے میں اور وہ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے: ان کی بھلائی اور اصلاح کرنا بہتر ہے۔ اور اگر تم ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اور اللہ فساد پیدا کرنے والے کو بھی جانتا ہے اور اصلاح کرنے والے کو بھی۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا۔ بے شک اللہ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ یہ دونوں تراجم رواں اور سلیس زبان میں ہیں تاکہ آیات کے معانی واضح طور پر ذہن نشین ہو جائیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی آیت میں تین سوالات کے جوابات جمع ہیں، جبکہ دوسری آیت پہلی آیت کے آخری جملے یعنی دنیا و آخرت میں غور و فکر سے جڑی ہوئی ہے۔

تشریح

آیت نمبر219 کی تشریح میں سب سے پہلے شراب و جوئے کا حکم سمجھنا چاہیے۔ شراب و جوئے کی حرمت قرآن میں تدریجاً نازل ہوئی: پہلے سورہ نحل کی آیت میں اشارہ ملا، پھر اس آیت میں فرمایا گیا کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور ان کے نقصان ان کے فائدے سے کہیں بڑے ہیں، اور آخر میں سورہ مائدہ میں ان کو رجس، شیطانی عمل قرار دے کر ان سے مکمل اجتناب کا قطعی حکم نازل ہوا۔ اس آیت کا معیار بہت اہم ہے: کسی چیز کے چند ظاہری فائدے مثلاً کاروباری منافع، عارضی سرور یا جرأت کا واہمہ اس کے بڑے نقصانات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ شراب عقل کو ماؤف کرتی ہے، صحت، مال اور خاندان تباہ کرتی ہے، جبکہ جوا محنت کے بغیر مال حاصل کرنے کی حرص پیدا کر کے دشمنی، قرض اور تباہی کا سبب بنتا ہے۔ جدید سماجی تحقیقات بھی اسی نتیجے پر پہنچی ہیں جو قرآن نے صدیوں پہلے ایک جملے میں بیان کر دیا تھا۔ عقل مند انسان اسی موازنے سے ان برائیوں سے خود ہی کنارہ کش ہو جاتا ہے۔

اسی آیت کا دوسرا حصہ انفاق کا اصول دیتا ہے: العفو یعنی جو مال اپنی اور اہل وعیال کی جائز ضرورتوں سے زائد ہو، وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے ہے۔ اس اصول سے بخل اور اسراف دونوں کی نفی ہوتی ہے: انسان نہ تو اپنوں کا حق مار کر سب کچھ دے دے کہ خود محتاج ہو جائے، اور نہ ضرورت سے زائد دولت کو روک کر بیٹھ جائے جبکہ معاشرے میں محتاج موجود ہوں۔ آیت نمبر 220 کی تشریح یتیموں کے حقوق سے متعلق ہے۔ جب یتیم کے مال کو ظلم سے کھانے والوں کے بارے میں سخت وعید نازل ہوئی تو مخلص مسلمانوں نے احتیاطاً یتیموں کا کھانا پینا اور مال بالکل الگ کر دیا۔ بس سے یتیموں کو تنہائی اور محرومی کا احساس ہونے لگا اور سرپرست بھی مشقت میں پڑ گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ متوازن رہنمائی دی کہ اصل مقصد یتیم کی اصلاح و بھلائی ہے؛ اگر اس کی نیت کے تحت اس کا مال مشترکہ گھریلو نظام میں ملایا جائے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ وہ تمہارے بھائی ہیں۔ ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی کر دی کہ اللہ اصلاح کرنے والے اور خرابی پیدا کرنے والے دونوں کو جانتا ہے، یعنی نیت اور عمل کی نگرانی اللہ خود کر رہا ہے۔ اس سے یتیم کی پرورش کا وہ اسلامی ماڈل سامنے آتا ہے جس میں یتیم گھر کا فرد بن کر رہتا ہے، اس کی تعلیم و تربیت اور مال کی حفاظت سرپرست کی امانت ہوتی ہے اور اسے معاشرے سے الگ تھلگ نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں یتیم کی کفالت کرنے والے کو جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی بشارت دی گئی ہے۔

دونوں آیات کا باہمی ربط

دونوں آیات کے باہمی ربط پر غور کیا جائے تو ایک خوبصورت ترتیب بھی سامنے آتی ہے۔ آیت نمبر 219 کے آخر میں دنیا و آخرت کے معاملات میں غور و فکر کی دعوت دی گئی تھی، اور آیت نمبر 220 کا آغاز ہی انہی دو لفظوں سے ہوتا ہے، گویا یتیموں کا مسئلہ بھی اسی وسیع غور و فکر کا ایک عملی میدان ہے۔ مال کی محبت انسان کو شراب و جوئے جیسی برائیوں میں بھی ڈالتی ہے اور یتیم کا مال کھانے پر بھی آمادہ کرتی ہے، اس لیے دونوں آیات میں مال سے متعلق انسان کے رویے کی اصلاح کی گئی ہے: ایک طرف حرام ذرائع سے مال حاصل کرنے کی مذمت ہے اور دوسری طرف کمزور کے مال کی حفاظت کا حکم ہے۔ اس ربط سے یہ اصول بھی نکلتا ہے کہ قرآن کی تعلیمات ٹکڑوں میں بٹی ہوئی نہیں بلکہ ایک مربوط نظام ہیں، جس میں عبادت، اخلاق اور معاملات ایک ہی مرکز یعنی اللہ کی رضا سے جڑے ہوتے ہیں۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ آیت نمبر 219 نے شراب وجوئے کی برائی کو ان کے نقصان اور فائدے کے موازنے سے واضح کیا، انفاق کا سنہری اصول دیا اور غور وفکر کی دعوت دی، جبکہ آیت نمبر 220 نے یتیموں کے بارے میں اصلاح کو بنیاد قرار دے کر ایک رحمت بھرا متوازن قانون عطا کیا۔ دونوں آیات مل کر بتاتی ہیں کہ اسلامی شریعت کا مزاج یہی ہے: برائی سے اس کے انجام دکھا کر روکنا اور کمزوروں کے حقوق کی حفاظت میں آسانی و محبت کا راستہ اختیار کرنا۔

سوال نمبر 4: سورہ بقرہ کی آیت نمبر 229 تا 231 کا ترجمہ و تشریح (20 نمبر)

سوال نمبر 4: سورہ بقرہ کی آیت نمبر 229 تا 231 کا ترجمہ و تشریح کریں۔ (20)

تعارف

سورہ بقرہ کی آیات نمبر 229 تا 231 خاندانی قانون کے اہم ترین اصولوں پر مشتمل ہیں۔ ان میں طلاق ورجوع کی حد، خلع کا جواز، حلالے کی مذموم صورت کی حرمت اور جدائی یا ملاپ میں حسن سلوک کا حکم بیان ہوا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں مرد کو طلاق ورجوع کا لامحدود اختیار حاصل تھا: وہ عورت کو بار بار طلاق دے کر رجوع کر لیتا اور عورت عمر بھر معلق رہتی۔ اسلام نے اس ظلم کو ختم کر کے ایک واضح اور انسانی نظام دیا، جس میں ازدواجی زندگی کو معروف طریقے سے قائم رکھنا اصل مقصد قرار پایا اور جدائی بھی احسان کے ساتھ مشروط ہوئی۔ ان آیات کو سمجھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ طلاق اللہ کے ہاں حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ عمل ہے، اس لیے اس کے احکام کی پاسداری میں کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ ذیل میں ترجمہ و تشریح پیش کی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ عملی مسائل میں اہل علم سے رہنمائی ضروری ہے؛ یہاں صرف آیات کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

سلیس ترجمہ

آیت نمبر 229: طلاق دو مرتبہ ہے، پھر یا تو معروف طریقے سے روک رکھنا ہے یا بھلائی کے ساتھ رخصت کر دینا ہے۔ اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لو، مگر یہ کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ پس اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اس مال میں جو عورت فدیہ دے کر جدائی حاصل کرے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، پس ان سے آگے نہ بڑھو، اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے آگے بڑھتے ہیں تو وہی ظالم ہیں۔ آیت نمبر 230: پھر اگر وہ اسے تیسری طلاق دے دے تو اس کے بعد وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں رہے گی یہاں تک کہ وہ اس کے سوا کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ پھر اگر وہ دوسرا شوہر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ آپس میں رجوع کر لیں، بشرطیکہ وہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی حدیں قائم رکھیں گے۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں، وہ انہیں ان لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے جو علم رکھتے ہیں۔

آیت نمبر 231: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو پس وہ اپنی عدت کی مدت کو پہنچ جائیں تو انہیں معروف طریقے سے روک لو یا معروف طریقے سے رخصت کر دو۔ اور انہیں نقصان پہنچانے کے لیے اس غرض سے نہ روکو کہ تم زیادتی کرو، اور جو ایسا کرے گا تو اس نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔ اور اللہ کی آیات کو مذاق نہ بناؤ، اور اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے یاد کرو اور اس کتاب و حکمت کو جو اس نے تم پر نازل کی ہے جس سے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ ان تراجم سے واضح ہوتا ہے کہ ہر مرحلے پر معروف یعنی باہمی بھلائی و معروف دستور اور احسان کو بنیاد بنایا گیا ہے، اور اللہ کی حدود کا لفظ بار بار دہرا کر ان احکام کی سنگینی واضح کی گئی ہے۔

تشریح

ان آیات کی تشریح کا پہلا نکتہ طلاق کی حد بندی ہے۔ فرمایا گیا کہ جس طلاق کے بعد رجوع ممکن ہے وہ دو مرتبہ ہے۔ اس سے جاہلیت کا وہ سلسلہ ختم ہو گیا جس میں عورت کو لامحدود بار معلق رکھا جاتا تھا۔ ہر مرتبہ شوہر کے سامنے دو ہی راستے رکھے گئے: معروف کے ساتھ روک رکھنا یعنی عزت، محبت اور حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ازدواجی زندگی جاری رکھنا، یا احسان کے ساتھ رخصت کرنا یعنی خوش اسلوبی سے جدائی، مہر و نان نفقہ کی ادائیگی اور عورت کی عزت نفس کی حفاظت کے ساتھ۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ شوہر نے جو

مہر وغیرہ عورت کو دے دیا ہے، طلاق کی صورت میں اسے واپس لینا حلال نہیں، کیونکہ یہ عورت کا حق ہے اور جدائی کو اس کے لیے مالی سزا میں بدلنا ظلم ہے۔ اس اصول کی صرف ایک صورت مستثنیٰ رکھی گئی اور وہ خلع ہے: جب میاں بیوی کے درمیان نباہ ناممکن ہو جائے اور اللہ کی حدود یعنی ازدواجی حقوق کی پاسداری کا اندیشہ ہو، تو عورت مال کا فدیہ دے کر جدائی حاصل کر سکتی ہے اور اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کے واقعے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت کی روشنی میں باغ واپس لے کر جدائی کرائی تھی۔

تیسرا نکتہ تیسری طلاق کے بعد کا حکم ہے۔ جب شوہر تین طلاقیں دے چکے تو اب رجوع کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور وہ عورت اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک اس کا کسی دوسرے مرد سے حقیقی نکاح نہ ہو اور پھر قدرتی طور پر جدائی نہ ہو جائے۔ اس سخت شرط کا مقصد طلاق کو کھیل تماشا بننے سے روکنا ہے تاکہ مرد فیصلہ کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچ لے۔ اسی بنا پر محض پہلے شوہر کے لیے حلال کرنے کی نیت سے کیا گیا منصوبہ بند نکاح یعنی حلالہ شرعاً مذموم اور حدیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔

چوتھا نکتہ عدت کے اختتام پر رجوع کے اخلاقی ضابطے کا ہے: رجوع صرف اس لیے کرنا کہ عورت کو ستایا جائے اور اس کی عدت لمبی کر کے اسے معلق رکھا جائے، سخت منع کیا گیا اور اسے خود پر ظلم قرار دیا گیا۔ ساتھ ہی اللہ کی آیات کو مذاق بنانے سے روکا گیا، کیونکہ نکاح و طلاق جیسے سنگین معاملات کو کھیل سمجھنا درحقیقت شریعت کی توہین ہے۔ آیات کے اختتام میں کتاب و حکمت کی نعمت یاد دلا کر تقویٰ کی تلقین کی گئی ہے۔ مجموعی طور پر یہ آیات عورت کے وقار، شوہر کی ذمہ داری اور خاندان کے استحکام کے درمیان ایک عادلانہ توازن قائم کرتی ہیں۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ آیات نمبر 229 تا 231 نے طلاق کے جاہلی نظام کو ختم کر کے ازدواجی تعلق کے لیے ایک منضبط اور رحمت پر مبنی ضابطہ دیا: طلاق کی حد دو مرتبہ رجعی، اس کے بعد معروف یا احسان، مہر کی واپسی کی ممانعت، بے نباہ کی صورت میں خلع، تیسری طلاق کے بعد رجوع کی ممانعت اور ایذا رسانی کی غرض سے رجوع کی حرمت۔ یہ احکام بتاتے ہیں کہ اسلام خاندان کو جوڑنے کا حامی ہے، اور جدائی ناگزیر ہو جائے تو بھی اسے ظلم نہیں بلکہ احسان کے ساتھ انجام دینے کا حکم دیتا ہے۔

سوال نمبر5: سورہ بقرہ کے آخری رکوع کا ترجمہ و تشریح (20نمبر)

سوال نمبر5: سورہ بقرہ کے آخری رکوع کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔(20)

تعارف

سورہ بقرہ کا آخری رکوع آیات نمبر 284 تا286 پر مشتمل ہے اور پوری سورت کا خلاصہ و اختتام ہے۔ جس سورت کا آغاز اس کتاب کی ہدایت اور اہل تقویٰ کی صفات سے ہوا تھا اور جس میں ایک نئی امت کی شریعت، تاریخ اور تربیت بیان ہوئی، اس کا اختتام ایمان کے جامع اعلان اور ایک عظیم دعا پر ہوتا ہے۔ آخری دو آیات جنہیں آمن الرسول سے شروع ہونے کی وجہ سے خاص فضیلت حاصل ہے، معراج کی رات عطا ہونے والے انعامات میں شمار کی جاتی ہیں، اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص رات کو یہ دو آیات پڑھ لے تو یہ اسے کافی ہو جاتی ہیں۔ اس رکوع میں اللہ کی ملکیت و علم، بندوں کا محاسبہ، رسول و مومنین کا ایمان، اطاعت کا جذبہ اور انسانی وسعت کے مطابق ذمہ داری جیسے بنیادی عقائد جمع ہیں۔ ذیل میں سلیس ترجمہ و تشریح پیش کی جاتی ہے۔

سلیس ترجمہ

آیت نمبر284: جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے، خواہ تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ آیت نمبر285: رسول اس چیز پر ایمان لایا جو اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے نازل کی گئی، اور مومنین بھی۔ سب کے سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ اور انہوں نے کہا: ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ آیت نمبر286: اللہ کسی جان کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اس کے لیے وہی ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر وہی ہے جو اس نے کمایا۔ اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا ہم

سے خطا ہو جائے تو ہماری گرفت نہ فرما۔ اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہم میں طاقت نہیں، اور ہمیں معاف فرما، اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے، پس کافروں کی قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

تشریح

تشریح کا پہلا نکتہ آیت نمبر 284 میں اللہ کی مطلق ملکیت اور دلوں کے ۔ سے کا بیان ہے۔ کائنات کی ہر چیز اللہ کی ملک ہے، اس لیے اس کے احکام ماننا دراصل مالک حقیقی کے حق کو تسلیم کرنا ہے۔ دل کی باتوں پر حساب کی خبر نے صحابہ کرام کو پریشان کر دیا کہ خیالات پر گرفت کیسے ممکن ہے، تو اگلی آیات میں اطاعت و تسلیم کا وہ نمونہ پیش ہوا جس سے یہ عقدہ حل ہوا: مومن کا کام سمعنا و اطعنا کہنا ہے، باقی معاملہ اللہ کی رحمت پر ہے۔ تشریحی روایات میں آتا ہے کہ اس آیت کے ظاہری عموم کے بعد اللہ نے آیت نمبر 286 میں وسعت سے زیادہ تکلیف نہ دینے کا اصول بیان فرما کر دلوں کے غیر اختیاری وسوسوں سے مومنین کو اطمینان ۔ ا فرمایا۔ دوسرا نکتہ ایمان کی جامع تعریف ہے۔ آیت نمبر 285 میں ایمان کے تمام ارکان یعنی اللہ، فرشتے، کتابیں اور رسول جمع کر دیے گئے ہیں، اور ایمان کی یہ خصوصیت بھی بیان ہوئی کہ مومن تمام انبیاء کو مانتا ہے، کسی نبی کے انکار کو دوسرے کے اقرار کے ساتھ جمع نہیں کرتا، بخلاف ان امتوں کے جنہوں نے بعض رسولوں کو مانا اور بعض کا انکار کیا۔ آیت کا آغاز رسول کے ایمان سے ہونا بتا رہا ہے کہ امت کا ایمان اپنے رسول کی پیروی ہی میں مکمل ہوتا ہے۔

تیسرا نکتہ آیت نمبر 286 کے عدالتی اصول کا ہے: اللہ کسی کو اس کی استطاعت سے زیادہ کا مکلف نہیں کرتا، اور ہر شخص کو اپنے کسب یعنی اختیاری عمل کا اچھا یا برا نتیجہ ملے گا۔ اس ایک جملے میں شریعت کی پوری آسانی اور آخرت کی پوری عدل پسندی سمٹ آئی ہے۔ چوتھا نکتہ اس عظیم دعا کی تعلیم ہے جو اللہ نے خود اپنے بندوں کو سکھائی: بھول چوک پر معافی، پہلی امتوں جیسے سخت بوجھ سے پناہ، طاقت سے زیادہ آزمائش سے حفاظت، پھر عفو و مغفرت و رحمت کی تین درجوں والی درخواست، اور آخر میں کافروں کے مقابلے میں مدد کی التجا۔ روایات میں آتا ہے کہ ان دعاؤں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے کر دیا، یعنی قبول فرمایا۔ سورت کا یہ انجام بتاتا ہے کہ شریعت کے طویل احکام کے

بعد بندے کا آخری سہارا اپنے رب کی رحمت اور دعا ہی ہے، اور یہی دعا ہر مسلمان کی نماز و مناجات کا حصہ بن گئی۔ آخری رکوع کا سورت کے آغاز سے ربط بھی نمایاں ہے:

شروع میں کہا گیا تھا کہ یہ کتاب متقین کے لیے ہدایت ہے، اور آخر میں انہی متقین کی زبان سے وہ ایمان و دعا ادا کرائی گئی جو اس ہدایت کا ثمرہ ہے۔

عملی سبق

اس رکوع کا عملی سبق یہ ہے کہ مسلمان اپنی زندگی کا جائزہ انہی آیات کی روشنی میں لے۔ دل میں اٹھنے والے خیالات کی نگرانی، ہر حکم پر بلا چوں وچرا اطاعت کا عزم، کوتاہی پر فوری استغفار اور اللہ کی رحمت سے پر امید رہنا، یہی وہ اوصاف ہیں جو اس رکوع سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسی لیے اس رکوع کی آخری آیات کو معمولات میں شامل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے: رات کو آمن الرسول پڑھنا گویا ہر دن کے اختتام پر اپنے ایمان کی تجدید اور اپنے رب سے نئے سرے سے عہد کرنا ہے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ سورہ بقرہ کا آخری رکوع ایمان، اطاعت، محاسبہ نفس اور دعا کا جامع پیغام ہے۔ اس میں اللہ کی ملکیت و قدرت، رسول و مومنین کے کامل ایمان، انسانی وسعت کے مطابق شرعی ذمہ داری اور مغفرت و رحمت کی دعا جیسے مضامین جمع ہیں۔ یہ رکوع ہر مسلمان کو یہ سبق دیتا ہے کہ وہ اللہ کے ہر حکم کے سامنے سمعنا و اطعنا کہے، اپنی کوتاہیوں پر مغفرت مانگے اور زندگی کے ہر مقابلے میں اپنے کارساز رب سے مدد طلب کرے۔ اسی جامع دعا پر قرآن کی سب سے بڑی سورت کا اختتام اس کی عظمت و تکمیل کا منہ بولتا ثبوت ہے۔